اسلامی شعار
از تبرکات:
نبراس المحدثین شیخ الحدیث مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ
مرتب:
محمد جلال الدین قادری
سنی رضوی کتب خانہ
گلشن کالونی فیصل آباد۔

مکتبہ جامعہ بستان العلوم
کڑھالہ مجاہد آباد، آزاد کشمیر براستہ گجرات

ازافادات:

نبراس المحدثین شیخ الحدیث مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہٗ

مرتب:

محمد جلال الدین قادری

سنی رضوی کتب خانہ
گلشن کالونی فیصل آباد۔

نام کتاب ____ اسلامی شعار
ازافادات ____ محدث اعظم حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ
مرتب ____ مولانا جلال الدین قادری
پروف ریڈنگ ____ مولینا محمد فضل رسول رضوی خانیوال
ناشر ____ محمد باغ علی رضوی
اشاعت ____ دسمبر ۱۹۹۶ء
کتابت ____ ملک رضاء اللہ
قیمت ____ ۱۵ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

سنی رضوی کتب خانہ گلشن کالونی فیصل آباد

مکتبہ سعیدیہ جامعہ قادریہ رضویہ مصطفےٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد

عرضِ مؤلف

سراج المحدثین قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سند الصالحین مولانا و مرشدنا الحاج الو الفضل محمد سردار احمد محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کے ذاتی کتب خانہ میں قلمی مسودات میں فتوح الشام للامام الواقدی قدس سرہٗ کے ابتدائی اوراق پر آپ کی قلم مبارک کے چند حوالہ جات موجود ہیں حسبِ عادت شریفہ اپنی ذاتی کتابوں کے ابتدائی اوراق میں متعلقہ کتاب کے فوائد درج فرما دیتے علاوہ ازیں ایک بیاض میں انہی حوالہ جات کو بطور یادداشت آپ نے درج فرما دیا۔ ان حوالہ جات کا موضوع اسلامی شعار ہے۔ اسکے علاوہ دیگر موضوعات پر بکثرت حوالہ جات موجود ہیں۔ راقم الحروف فقیر قادری عفی عنہ الباری نے حضرت صاحبزادہ والاشان پیر طریقت رہبر شریعت مولانا پیر محمد فضل رسول حیدر رضوی مدظلہ العالی کی اجازت سے ان حوالہ سے استفادہ کرتے ہوئے شعار اسلامی کا ایک مختصر جائزہ پیش کرنے کا ارادہ کیا۔

مولا کریم کے فضل و کرم سے چند سطور آپکی خدمت میں پیش کرنیکی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ چند جلسوں میں اس جائزہ کو مرتب کرنیکی توفیق نصیب ہوئی۔ آئندہ سطور میں جو باتحق پائیں وہ یقیناً حضرت محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہٗ کے فیوضات سے شمار کریں اور اغلاط راقم الحروف کی طرف منسوب کریں۔ مولا کریم ہماری خطاؤں کو معاف فرما کر حسنات کی توفیق عطا فرمائے۔

فقیر قادری محمد جلال الدین عفی عنہ
کھاریاں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ہر قوم ہر جماعت، ہر فوج، ہر قبیلہ اور ہر تنظیم کی ایک علامت مخصوصہ ہوتی ہے۔ اسی علامت مخصوصہ سے وہ دوسروں سے ممتاز ہوتی ہے۔ عرف اور اصطلاح میں اس علامت کو شعار کہتے ہیں۔ شعار میں درج ذیل امور شامل ہوتے ہیں۔

وردی

نشان

علامت

اشارہ

عادت

اسم

طریقہ

قاعدہ

نعرہ

پرچم وغیرہ

شعار کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ ہر جماعت یا گروہ کا احساس تشخص۔ جب کسی جماعت، گروہ یا مجموعہ افراد کو احساس ہوا کہ وہ دوسروں سے الگ ہیں۔ اُنہوں نے اپنے امتیاز کے لیے کوئی علامت اپنالی۔ رفتہ رفتہ وہی علامت اس جماعت کی پہچان بن گئی۔

★

اگر کوئی جماعت من حیث الجماعت زندہ رہنے کی خواہش مند ہو تو وہ اپنے شعار کی حفاظت کرتی ہے۔ شعار اور علامتِ مخصوصہ کا بقا اِس جماعت کی بقا کا ضامن ہے۔ اِس لیے ہر جماعت اپنے شعار کی حفاظت دِل و جان سے کرتی ہے اور اس کے تحفظ کے لیے ہر ممکنہ قربانی سے دریغ نہیں کرتی۔

★

شعار اگرچہ ایک معمولی علامت ہوتی ہے۔ بنظرِ ظاہر اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی مگر کسی قوم کے اپنا لینے کے بعد وہ قوم اس شعار کی حفاظت اس طرح کرتی ہے جس طرح وہ اپنی جان، مال، عزت و آبرو کی، بلکہ اس شعار کی حفاظت میں مال، جان، عزت و آبرو کی قربانی روا ہوتی ہے۔

۷

پرچم ہر قوم اور جماعت کے شعار میں شامل ہے۔ پرچم کی ہیئت ترکیبی کپڑے کے ایک ٹکڑے سے ہوتی ہے۔ مگر پرچم بن جانے کے بعد وہ قوم کی عزت و آبرو کی علامت ہے۔ پرچم بلند ہے تو قوم سرفراز ہے۔ پرچم کے سرنگوں ہونے میں قوم کی شکست اور افسردگی نمایاں ہے۔ کوئی قوم اپنے قومی پرچم کی تذلیل جیتے جی برداشت نہیں کر سکتی۔ قوم کی روایات کے علاوہ اس قوم کا آئین اس کا محافظ ہوتا ہے۔ اسی طرح چند مختصر اور مخصوص الفاظ اس قوم کا نعرہ اور ترانہ ہوتے ہیں۔ اس کی حفاظت بھی قومی فریضہ ہے

تاریخ اسلام میں اس قسم کی بے شمار مثالیں ہیں کہ مسلمانوں نے اپنے پرچم کی حفاظت میں جان کا نذرانہ پیش کیا۔ قرونِ اولیٰ بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسوہ میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ غزوۂ موتہ میں پرچم اسلام کی سربلندی کیلئے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں بازوؤں کا نذرانہ پیش کیا حتٰی کہ جامِ شہادت نوش کر کے دربارِ رسالت سے "طیار" کا مبارک لقب حاصل کیا۔

ہر قوم اپنے قومی شعار پرچم کی عزت دل و جان سے عزیز رکھتی ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ کوئی قوم اپنی سرزمین پر دوسری قوم کے پرچم کو وہ اعزاز نہیں دیتی جو اس کے اپنے قومی پرچم کا اعزاز ہوتا ہے۔ اتفاق سے اگر کسی قوم یا قوموں کے پرچم اس کے قومی پرچم کے ساتھ لہرانے کا وقت آجائے

تو وہ اپنے پرچم کو سب سے بلند نصب کرتی ہے۔ اگرچہ یہ قوم یا ملک دوسرں سے کتنا ہی چھوٹا یا کمزور کیوں نہ ہو۔ قومی پرچم کا یہ اعزاز اس کے شعارِ قومی کا اعزاز ہے جو ہر قیمت پر اسے عزیز ہے

★

فاتح قوم مفتوحہ علاقوں پر اپنے قومی پرچم کو نصب کر کے اپنی برتری کا اعلان کرتی ہے۔ مفتوحہ علاقوں پر جب تک قومی شعار، پرچم سربلند ہے وہ علاقہ فاتح کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ گویا قبضہ و ملک کی علامت قومی شعار کی سربلندی میں ہے۔

★

قومی پرچم کے رنگ، رنگوں میں تناسب، حجم، سائز اور ڈیزائن میں تبدیلی آسانی سے ممکن نہیں۔ قوم کا کوئی فرد اپنے طور پر اس میں تبدیلی کا مجاز نہیں۔ اگرچہ اس کا مجوزہ ڈیزائن کتنا ہی خوبصورت اور مناسب کیوں نہ ہو قوم کے ارباب حل وکشاد اگر اتفاق رائے سے تبدیلی چاہیں تو ممکن ہے بصورت دیگر جمہور کی آواز اس راہ میں حائل ہوگی۔

★

یہی حال قومی ترانہ کا ہے۔ قومی ترانہ اگرچہ چند الفاظ کا مجموعہ ہوتا ہے ممکن ہے کوئی ادیب یا شاعر اس سے بہتر الفاظ کو ترتیب دے لے۔ کوئی نظم

اس سے بہتر کہہ لے مگر وہ اس طے شدہ قومی ترانہ کا بدل نہیں ہو سکتی۔ قوم کے جمہور افراد اور نمائندہ ارباب حل وکشاد کی تائید کے بغیر اس قومی ترانہ میں تبدیلی ممکن نہیں۔ یہ صورتِ حال بھی قومی شعار کی حفاظت کے باعث ممکن ہے۔

★

قومی پرچم اور قومی ترانہ اگرچہ وحی سے حاصل نہیں ہوئے اور نہ ہی وحی نے ان کی تائید کی ہے۔ مگر قوم کی علامت بن جانے سے ان کی حفاظت اور عزت لازمی ہو گئی ہے۔ قومی شعار کے بارے میں یہ اصول ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے۔ قومی شعار خواہ الفاظ ہوں یا علامات۔ ان کے بارے میں وحی یا کسی شرعی نص کا مطالبہ بلاجواز ہے۔ جمہور کا اختیار ہی اس کے جواز کی سند ہے۔

گذشتہ سطور میں بیان ہو چکا ہے کہ شعار نعرہ، علامت، پرچم وغیرہ سبھی کو شامل ہے۔ بعض اوقات ایک دھاگا یا کپڑے کا ٹکڑا قومی شعار ہوتا ہے۔ ہنود بے بہبود کا شعار زُنّار ایک معمولی دھاگا ہے۔ نصاریٰ اپنے لباس میں قومی شعار صلیب بنانے کے لیے کپڑے کے حقیر ٹکڑے کو استعمال کرتے ہیں جسے وہ ٹائی کا نام دیتے ہیں۔ یہود دوہری مثلث سے چھ کونوں پر مشتمل ایک ستارہ کو قومی شعار بنا بیٹھے ہیں۔ بعض اوقات

صرف رنگ ہی شعار کا کام دیتا ہے۔ یہودی جس غیر یہودی کو یہودیت میں داخل کرتے ہیں تو اس کو زرد رنگ کا لباس پہناتے ہیں

★

شعار کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کی مالیت سے نہیں بلکہ اس کی قدر و منزلت سے ہوتا ہے۔ زنار ایک بے وقعت دھاگا ہے مگر زنار کی قدر و قیمت ہنود کی نگاہ میں کیا ہے اس کا جواب وہی دے سکتا ہے ٹائی بننے سے پہلے کپڑے کے ٹکڑے کی قیمت کچھ بھی نہیں ٹائی کی مخصوص ہیئت کے بعد نصاریٰ کے اس قومی شعار کی قدر و قیمت حد و حساب سے باہر ہے۔ یہی حال ہمارے اسلامی شعار کا ہے

★

قومی شعار میں ہر قوم کی مذہبی روایات شامل ہوتی ہیں۔ عقیدہ اور روایات کو علامتی طور پر باقی اور محفوظ رکھنے کے لئے شعار بنائے جاتے ہیں۔ گویا شعار کی حفاظت قومی روایات اور معتقدات کا تحفظ ہے

★

ہر قوم اور ہر جماعت مقام، زمانہ اور حالات کی تبدیلی سے قومی شعار میں تبدیلی کر لیتی ہے۔ تبدیل شدہ قومی شعار بظاہر ایک نئی شے

نظر آتی ہے مگر درحقیقت بنیادی نظریہ کی مختلف علامات کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ اقتضائے حال سے یہ تبدیلی ہر دور اور ہر علاقہ میں ہوتی رہی ہے اور آئندہ بھی ممکن ہے۔

★

معرکہ ہائے جنگ میں ہر مرتبہ شعار بدل دیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ فریق مخالف پرانا شعار استعمال کر کے دھوکا دے سکتا ہے۔ اس ممکنہ دھوکا سے محفوظ رہنے کیلئے ذمہ داران سپہ سالار شعار کو بدل لیتے ہیں تاکہ ہر قدم پر فریق مخالف سے امتیاز قائم رہے۔

★

شعار کی مزید وضاحت کیلئے لغت کی طرف توجہ مفید مطلب ہے۔ علامہ احمد بن محمد بن علی المقری الفیومی (م ۷۷۰ھ) لکھتے ہیں

والشعار ایضا علامة القوم فی الحرب وھو ینادون به لیعرف بعضھم بعضا والعید شعار من شعائر الاسلام۔

المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر للرافعی ج ۱ ص ۱۵۱ مطبوعہ دار الکتب العربیۃ الکبری۔ مصر

جنگ میں کسی قوم کی علامت شعار کہلاتی ہے۔ اس شعار سے وہ قوم اپنے افراد کو ندا دیتے ہیں۔ اسی شعار سے وہ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور

عید اسلامی علامات میں ایک علامت ہے۔

مشہور عربی لغت المنجد کے اردو ترجمہ میں ہے۔

الشعار: خاص لفظ جو فوج میں مقرر ہوتا ہے اور جس سے اپنے آدمیوں کو پہچانا جاتا ہے اور لڑائی کے وقت اس لفظ سے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔ اس کو ستر اللیل بھی کہتے ہیں۔

منجد (اردو) ص ۶۴۱ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔

علمائے لغت نے فیصلہ کر دیا کہ شعار کا استعمال اگرچہ بنیادی طور پر میدانِ جنگ میں ہوتا ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہر فوج کے افراد اس سے ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں اور اس کے استعمال سے فریق مخالف چونکہ ناواقف ہوتا ہے۔ اس لیے وہ اسے استعمال نہیں کرتا۔ ساتھ ہی عید کے اسلامی شعار ہونے کی تصریح کر کے واضح کر دیا کہ اسلامی شعار میں اسلامی روایات اور نظریات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

★

حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے فتویٰ کے ابتدا میں چند اصول بیان فرمائے۔ اختصار سے ان اصولوں کو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ اس سے مقاصد شرع اور احکام شرع کا مقام واضح ہو جائے گا

امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے فرمایا۔

ہماری شریعت مطہرہ اعلیٰ درجۂ حکمت و متانت و مراعاتِ دقائق مصلحت میں ہے اور جو حکم عرف و مصالح پر مبنی ہوتا ہے انہیں چیزوں کے ساتھ دائر رہتا ہے اور اعصار و امصار میں ان کے تبدل سے متبدل ہو جاتا ہے اور وہ سب احکام احکامِ شرع ہی قرار پاتے ہیں۔ [1]

پھر اس اصول کو ایک مثال سے واضح کیا کہ زمان برکت نشان حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بوجہ کثرت خیر و نایابی فتنہ و شدت تقویٰ و قوت خوف خدا عورتوں پر ستر و حجاب واجب نہ تھا۔ زنانِ مسلمین پنجگانہ نماز کے لیے مساجد میں حاضر ہو کر جماعت سے ادا کرتی تھیں۔ بعد میں جب زمانہ کا رنگ قدرے متغیر ہوا۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

لو ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای من النساء ما را بنا لمنعھن من المسجد کما منعت بنو اسرائیل نساءھا۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے زمانے کی عورتوں کو ملاحظہ فرماتے تو انہیں مساجد جانے سے ممانعت کرتے جیسے بنی اسرائیل نے اپنی عورتوں کو منع کر دیا تھا۔ رواہ احمد و البخاری و مسلم۔ [2]

---

[1] - النفس الفکر فی قربان البقر، مشمولہ رسائل رضویہ جلد دوم ص ۲۱۶ بار اول مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور

[2] - ایضاً ص ۲۱۶

جب زمانۂ رسالت سے اور بعد ہوا۔ ائمہ دین نے جوان عورتوں کو ممانعت کر دی۔ جب اور فساد پھیلا علماء نے جوان اور غیر جوان کسی کے لیے اجازت نہ رکھی۔[۳]

اصول اور مثال بیان کر کے امام احمد رضا قدس سرہٗ نے فرمایا۔

ان ائمہ و علماء کے یہ احکام ہرگز حکم اقدس کے خلاف نہ ٹھہرے بلکہ عین مطابق مقصودِ شرع قرار پائے۔[۴]

قواعد شرعیہ میں سے ایک اور اصول کی وضاحت میں امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے فرمایا:

"واجبات و محرمات ہماری شریعت میں دو قسم ہیں۔ ایک لعینہٖ یعنی جس کی نفس ذات میں مقتضی ایجاب و تحریم موجود ہے۔ جیسے عبادت خدا کی فرضیت اور بت پرستی کی حرمت۔ دوسری لغیرہٖ یعنی وہ کہ امورِ خارجہ کا لحاظ ان کی ایجاب و تحریم کا اقتضا کرتا ہے۔ اگرچہ نفس ذات میں کوئی معنی اس کو مقتضی نہیں۔[۵]

اس اصول کی وضاحت میں آپ نے دو مثالیں دیں۔ ایک مثال

۳ـہ ایضاً ص ۲۱۶، ۲۱۷ بحوالہ در مختار فتح القدیر شرح ہدایہ۔ ۴ـہ ایضاً ص ۲۱۷

۵ـہ۔ النفس الفکر فی قربان البقر مشمولہ رسائل رضویہ حصہ دوم ص ۲۱۷ بار اول مکتبہ حامدیہ لاہور ۱۳۹۶ھ

۵ـہ ایضاً ص ۲۱۶

جانب ایجاب میں، دوسری جانب تحریم میں۔ فرمایا کہ علم صرف و نحو کا پڑھنا اور انگرکھے کا سیدھا پہننا نفس علم صرف و نحو میں ایجاب کا پہلو نہیں مگر چونکہ قرآن مجید اور ہمارے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام عربی میں ہے۔ اس کو سمجھنا واجب ہے اور اس کا سمجھنا صرف و نحو کے بغیر ممکن نہیں اس اقتضائے حال کی وجہ سے صرف و نحو کا علم پڑھنا واجب ہے۔ اسی طرح غیر منقسم ہندوستان میں سیدھا انگرکھا پہننا مسلمانوں کا شعار ہے اور الٹا پردہ کفار کا شعار۔ تو اب ہمارے علاقہ میں سیدھا پردہ چھوڑ کر الٹا اختیار کرنا حرام ہے۔[۱]

★

اسلامی شعار کے تحفظ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ایک قاعدہ کلیہ بیان فرمایا۔

"بوجہ عرف و قرار داد امصار و بلاد جس مباح کا فعل عزت و شوکت اسلام پر دلالت کرے اور اسے چھوڑ دینے میں اسلام کی توہین اور کفر کا غلبہ سمجھا جائے۔ قواعد شرعیہ بالیقین اس سے باز رہنے کی تحریم کرتے ہیں اور مبنیٰ[۲] اس کا وہی مصالح و اعتبار عزت و مراعات اقتضائے امور خارجہ ہے یعنی اگر کسی فعل مباح (جس کا کرنا صرف جائز ہو۔ نہ کرنے میں مواخذہ

۱۔ ایضاً ص ۲۱۸۔ مزید تفصیل کے لیے الفتاوی الحدیثیہ لابن حجر الہیتمی المکی ص ۱۱۷ مطبوعہ ترکیہ۔

شرعیہ نہ ہو ، میں عزت اسلام اور شوکت مسلمین ہو تو اس فعل مباح کا کرنا واجب بن جاتا ہے اور اس کا ترک کرنا حرام ہوتا ہے۔

غیر منقسم ہندوستان میں گائے کا ذبح کرنا ہمیشہ سے وجہ نزاع رہا ہے۔ اگرچہ گائے کی قربانی صرف مباح ہے۔ اسکے علاوہ اونٹ، بھینس، بکری اور بھیڑ کی قربانی بھی کی جا سکتی ہے۔ بالتعین کسی جانور کی قربانی واجب نہیں۔ اسی طرح عام حالات میں گائے کا ذبح کرنا مباح ہے۔ صرف گائے کی قربانی یا اسے ذبح کرنا واجب نہیں۔ مگر چونکہ ہندؤں کے خوف سے ذبح گائے کے ترک کرنے میں اسلام پر ہنود کا غلبہ متصور ہے اسی وجہ سے قواعد شرعیہ ذبح گاؤ کے ترک کی اجازت نہیں دیتے۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ جہاں ہنود انہیں ذبح گاؤ یا قربانی گاؤ سے منع کریں وہ گائے کی قربانی کر کے شوکت اسلام اور عزت مسلمین کا تحفظ کریں۔[1]

اس سلسلہ میں امام احمد رضا قدس سرہٗ جیسے حکیم و فقیہ کا نکتہ نظر ملاحظہ ہو۔

★

"ہم ہر مذہب و ملت کے عقلاء سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر کسی شہر میں بزور مخالفین گاؤ کشی قطعاً بند کر دی جائے اور بلحاظ ناراضی ہنود اس فعل کو کہ ہماری شرع ہرگز اس سے باز رہنے کا ہمیں حکم نہیں دیتی۔ یک قلم موقوف

---

[1] ۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ، انفس الفکر فی قربان البقر ۔ ص ۳۱۸

کیا جائے تو کیا اس فعل میں ذلت اسلام متصوّر نہ ہوگی۔ کیا اس میں خواری و مغلوبی مسلمین نہ سمجھی جائے گی۔ کیا اس وجہ سے ہنود کو ہم پر گردنیں دراز کرنے اور اپنی چیرہ دستی پر اعلیٰ درجہ کی خوشی ظاہر کرکے ہمارے مذہب و اہل مذہب کے ساتھ شماتت کا موقع ہاتھ نہ آئے گا۔ کیا بلا وجہ وجیہ اپنے لیے ایسی دنات و ذلت اختیار کرنا اور دوسروں کو دینی مغلوبی سے اپنے اُوپر ہنسوانا ہماری شرع مطہر جائز فرماتی ہے۔؟ حاشا وکلا حاشا وکلا ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہماری شرع ہرگز ہماری ذلت نہیں چاہتی۔" [۱]

غیر منقسم ہندوستان میں ذبح گاؤ کی بات چل نکلی۔ اس سلسلہ میں دیگر علماء کے فتاویٰ ملاحظہ ہوں۔

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی لکھتے ہیں۔

"گائے ذبح کرنا اگرچہ مباح ہے واجب نہیں، مگر ایسا مباح نہیں کہ کسی زمانہ یا بلاد خاص میں اس کا رواج ہو بلکہ یہ طریقہ قدیمہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین وجملہ سلف صالحین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) سے تمام بلاد و امصار میں اور اس کی اباحت پر اجماع ہے تمام اہل اسلام کا۔ ایسے امر شرعی ماثور قدیم سے اگر ہنود روکیں تو مسلمان کو اس سے باز رہنا درست نہیں

---

[۱] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو انفس الفکر فی قربان البقر ص ۲۱ مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور

ہے بلکہ ہرگاہ ہنود ایک امر شرعی قدیم کے ابطال میں کوشش کریں۔ اہل اسلام پر واجب ہے کہ اس کے ابقا و اجرا میں سعی کریں۔ اگر ہنود کے کہنے سے اس فعل کو چھوڑیں گے گناہگار ہوں گے۔ [۱]

مولوی ابوالحیا محمد عبدالحلیم لکھتے ہیں۔

جن بلاد و مواضعات ہند میں رواج گاؤکشی چلا آیا ہے اب کوئی ہنود بپاس تعصب مانع ہے۔ مسلمانوں کو بپاس حمیت اسلامی ابقائے گاؤکشی میں کوشش بلیغ لازم ہے زینہار ترک نہ کریں۔ گاؤکشی شعار مسلمانی ہے احتمال فساد ہو تو بذریعہ حکام رفع کرنا اسکا۔ اس کا بابقائے رواج قدیم واجب ہے بخوف فساد ہنود ذبح گائے سے زینہار باز نہ رہیں۔ ذبح گاؤ شعائر اسلام سے ہے اہمال اس کا بلا وجہ وجیہہ جائز نہیں۔ [۲]

مولوی محمد عبدالوہاب لکھتے ہیں۔

"فی الواقع ان بلاد میں مسلمانوں کو گاؤکشی باقی رکھنے میں کوشش لازم ہے" [۳]

مولوی ابوالحسنات محمد عبدالحئی، مولوی ابوالحیا محمد عبدالحلیم، مولوی عبدالوہاب مولوی ابوالغنا محمد عبدالمجید، مولوی ابوالاحیا محمد نعیم اور مولوی ابوالکرم محمد اکرم نے فتویٰ دیا۔

"قربانی گائے کی شعار اسلام ہے۔ اس کا موقوف کرنا بسبب ممانعت

---

[۱] ایضاً [۲] فتاویٰ مولوی عبدالحئی لکھنوی بحوالہ انفس الفکر فی قربان البقر ص ۲۲۶ [۳] ایضاً ص ۲۲۶

ہنود معصیت ہے"۔[1]

مولانا مفتی محمد مظہر اللہ امام مسجد جامع فتح پوری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فتویٰ کا خلاصہ یوں ہے:

"گائے کی قربانی دینِ الٰہی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے...... ایسی صورت میں مسلمانوں پر واجب ہوگا کہ ہر ممکن کوشش سے اس نشان کی محافظت کریں کہ اس سے لاپرواہی عقابِ الٰہی کا موجب اور عقابِ الٰہی کا خوف اس کی محافظت کا سبب ہے...... جس طرح گائے کا ذبیحہ اسلامی نشان ہے یوں ہی اس کا بند کرنا کفری نشان ہے۔ پس اس کی بندش کا اقدام تو بڑی شے ہے اس کی جانب قلب کا میلان بھی عذابِ نار کا موجب ہے"۔[2]

★

درج بالا حقائق سے معلوم ہوا کہ جس زمانہ یا جس شہر میں اسلام کے کسی مباح پر قدغن لگانے کی کوشش کی جائے وہاں اس مباح پر عمل واجب ہو جاتا ہے اور وہ مباح اس زمانہ یا شہر میں شعارِ اسلام بن جاتا ہے۔ پاکستان سمیت

---

[1] ۔ مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحی لکھنوی طبع اول ص ۱۴۸ تا ۱۵۵ بحوالہ انفس الفکر فی قربات البقر ص ۲۲۰ مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور

[2] ۔ فتاویٰ مظہری جلد اول و دوم بار اول مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کراچی ص ۳۲ تا ۳۴۲

جن علاقوں میں گائے کی قربانی پر قدغن نہیں وہاں ذبیحہ گاؤ واجب نہیں اور جن علاقوں میں ہنود وغیرہ مسلمانوں کو اس سے روکیں وہاں ذبیحہ گاؤ واجب ہے۔ گویا کسی امر مباح کے شعار اسلام بننے میں حالات اور مقامات کے اختلاف کو دخل ہے۔

★

گذشتہ سطور میں جو اصول اور قواعد بیان ہوئے ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم چند اسلامی شعار کا تذکرہ کرتے ہیں۔

غزوہ احد میں جب لشکر اسلام کا مقابلہ مشرکین اور کفار کی فوج سے ہوا تو اس وقت لشکر اسلامی کا شعار اللہ تعالیٰ کی توحید کا نعرہ تھا بخاری شریف میں ہے۔

قال ابو سفیان اعل هبل: فقال النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اجیبوہ قالوا: مانقول قال: اللہ اعلی واجل، قال ابو سفیان: لنا العزی ولا عزی لکم، فقال النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اجیبوہ: قالوا، ما نقول، قال: قولوا اللہ مولانا ولا مولی لکم[1]

ابو سفیان بولا: اُعْلُ هُبَل (اے ہبل بلند ہو) حضور اکرم نور مجسم

---

[1] بخاری شریف جلد دوم ص ۵۷۹، مطبوعہ لاہور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تم اس کا جواب دو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا، جواب میں کیا کہیں فرمایا تم کہو "اللہ اعلیٰ واجل" (اللہ تعالیٰ اعلیٰ اور بزرگ ہے) ابوسفیان بولا: لنا العزیٰ ولاعزیٰ لکم (ہمارا معبود عزیٰ ہے اور تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں)، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجاہدین اسلام سے فرمایا کہ تم "کہو" نعرہ کا جواب دو صحابہ نے عرض کی ہم کیا جواب میں کہیں فرمایا تم کہو اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم (اللہ تعالیٰ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں)

شرک کے مقابلہ میں نعرۂ توحید شعارِ اسلام بنا کیونکہ اس وقت مشرکین کی طرف سے توحید ذات باری کا انکار ہو رہا تھا۔ توحید کا اثبات اس بات کا متقاضی تھا کہ نعرۂ توحید شعار بنے۔ چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم سے وہی شعار بنا۔

سنہ ۸ھ میں سریہ میفعہ کی طرف بنی عبد بن ثعلبہ میں لشکرِ اسلام کا شعار نعرۂ تکبیر تھا۔ علامہ سیدی محمد الواقدی فرماتے ہیں کہ اس لشکر کے سپہ سالار نے اپنی فوج کو کہا

اذا کبرت فکبروا فکبروکبروا جمیعاً معہ [۲]

---

[۲] المغازی للواقدی جلد دوم ص ۷۲۶ مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن ۱۴۰۵ھ۔ نشر دانش اسلامی

جب میں نعرۂ تکبیر بلند کروں تم بھی نعرۂ تکبیر بلند کرو۔ چنانچہ سپہ سالار نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ مجاہدین نے بھی اس کے ساتھ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔

شعبان سنہ ۷ھ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق کی سرکردگی میں ایک لشکر نجد کی طرف روانہ ہوا اس لشکر کا شعار "اَمِتْ اَمِتْ" تھا۔

امام واقدی نے لکھا:

وکان شعارنا امت امت [1]

صفر ۸ھ میں سریہ کدید میں لشکر اسلامی کا شعار بھی یہی تھا۔

واقدی امام مغازی نے لکھا:

وشعارنا امت امت [2]

اس روز ہمارا (لشکرِ اسلام) کا نعرہ اَمِتْ اَمِتْ تھا۔

غزوۂ خیبر میں صحابہ کرام کا شعار یامنصور امت تھا۔ امام مغازی واقدی نے لکھا:

فکان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یغدو بالمسلمین علی رایاتہم وکان شعارھم یامنصور امت [3]

---

[1] المغازی للواقدی جلد دوم ص ۲۲،

[2] ایضاً جلد دوم ص ۵۲، [3] ایضاً جلد دوم ص ۳۴،

حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم لشکرِ اسلام کے ساتھ نکلے۔ مسلمانوں کے ہاتھوں میں جھنڈے تھے اس روز ان کا نعرہ تھا، یامنصور اَمِتْ (اے منصور انہیں ہلاک فرما۔)

غزوہ حنین میں صحابہ کرام کا شعار بدل گیا۔ اس روز نعرہ تھا "یالبیک یالبیک" امام مغازی واقدی نے لکھا۔

یقولون یالبیک یالبیک [۱]

صحابہ کرام کا نعرہ تھا " یالبیک یالبیک "

ارباب علم ودانش جانتے ہیں کہ غزوہ حنین میں ایک ایسا موقعہ آیا تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم عین معرکہ میں منتشر ہو گئے تھے۔ ان کے قدم اُکھڑنے لگے تھے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ان کے قدموں میں ثبات آگیا اور وہ دوبارہ جمع ہو کر عرض کرنے لگے یارسول اللہ ہم حاضر ہیں۔ یہی ان کا نعرہ تھا۔ " یالبیک یالبیک "

حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت کے ابتدائی دور میں مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ حضور کے بعد میں نبی ہوں۔ بظاہر

---

[۱] المغازی للواقدی جلد دوم ص ۸۹۸، ۸۹۹۔

توحید پر ایمان کا مدعی تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے خلاف جہاد فرمایا۔ اس جہاد میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا نعرہ اقتضائے حال کی تبدیلی سے بدل گیا تھا۔ مسیلمہ کذاب اور اس کے ہمنوا بظاہر توحید باری تعالیٰ کے مقر تھے لیکن واضح اختلاف تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے عقیدہ میں ہو گیا تھا اس لئے اس وقت صحابہ کرام کا نعرہ " یا رسول اللہ مدد " تھا

مولانا سید احمد بن زینی دحلان المکی (م ۱۳۰۴ھ) قدس سرہ فرماتے ہیں۔

وصح ایضاً ان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما قاتلوا مسیلمۃ الکذاب کان شعارھم وامحمداہ وامحمداہ۔ [1]

صحیح روایات سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے مسیلمہ کذاب سے مقابلہ کیا تو ان کا نعرہ " وامحمداہ وامحمدہ " تھا۔

یاد رہے کہ اہل عرب جب کسی کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں تو منادی کے ابتدا میں " وا " اور اس کے آخر میں " اہ " کا اضافہ کرتے ہیں اسے استغاثہ کہتے ہیں۔ استغاثہ سے مقصود منادی سے مدد چاہنا ہے۔ " وامحمداہ وامحمداہ " کا ترجمہ ہماری زبان میں " یا رسول اللہ مدد یا رسول اللہ مدد " کے ہیں۔ [2]

---

[1] خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام۔ سید احمد بن دحلان الجزء الثانی ص ۲۵۸، مطبوعہ مکتبہ اشیق استانبول ترکیہ ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء

[2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (ا) الکافیہ لابن حاجب
(ب) شرح ملا جامی مطبوعہ نولکشور ص ۸۹

گویا کہ پکارنے والا مستغیث اپنے منادی کو اپنی کلام سنا رہا ہے اور وارفتگی میں اپنے احوال عرض کر رہا ہے۔ خلاصہ کلام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عین حالت جنگ میں حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مدد کے لیے پکارتے رہے تھے ان کا ایمان تھا کہ ہمارا استغاثہ بارگاہِ رسالت میں پہنچ رہا ہے اور حضور ان کا استغاثہ سن رہے ہیں۔

خیر القرون، دورِ صحابہ و تابعین میں عجم کا وسیع علاقہ فتح ہوا۔ بے شمار جنگوں میں مسلمانوں کو کفار کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ظاہر ہے ان جنگوں میں مسلمانوں کا شعار اقتضائے حال کے پیشِ نظر بدلتا رہا۔ امام مغازی علامہ واقدی کے حوالہ سے چند معرکوں میں مسلمانوں کے شعار کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جنگِ یرموک میں اسلامی فوج کے جتنے دستے تھے سب کا شعار مختلف تھا۔ علامہ واقدی نے اس کو یوں بیان کیا۔

وکان شعارھا (دوس) یومئذ الجنة الجنة قال الواقدی رحمہ اللہ تعالی حدثنی موسیٰ بن محمد عن عطا بن مراد قال سالت رجالا عدة ما کان شعار المسلمین یوم الیرموک فاخبرت ان شعار ابی عبیدة امت امت وشعار عبس یالعبس وشعار الیمن من اخلاط الناس یا انصار اللہ وشعار خالد ومن معہ یا حزب اللہ وشعار حمیر الفتح الفتح وشعار درہم والسکاسک الصبر الصبر وشعار

بنی مراد یا نصر اللہ انزل فھذہ کانت شعار المسلمین یوم الیرموک[1]

جنگ یرموک میں

دوس قبیلہ کا شعار اَلجَنَّۃَ اَلجَنَّۃَ

قبیلہ ابو عبیدہ کا شعار اَمِتْ اَمِتْ

قبیلہ عبس کا شعار یَا لَعَبْس

یمنی لوگوں کا شعار یَا اَنْصَارَ اللہ

خالد اور اس کے ساتھیوں کا شعار یا حِزْبَ اللہ

حمیر کا شعار اَلفَتْحُ اَلفَتْحُ

درم اور سکاسک کا شعار اَلصَّبْرَ اَلصَّبْر

بنی مراد کا شعار یَا نَصْرَ اللہِ اَنْزِلْ تھا۔

ضرار بن الازور اور ان کی اسیری کو ختم کرنے کی مہم میں خالد بن ولید کے ماہان پر حملے کے وقت اسلامی شعار کو واقدی نے یوں بیان کیا۔

قال عبد الرحمن بن الحمیدی الجمعی وکان خالد امامنا فی حملتہ ونحن من ورائہ وکان شعارنا یا محمد یا منصور امتک امتک[2]

---

[1] فتوح الشام للواقدی جلد اول ص ۱۳۱
(ا) مطبوعہ مکتبہ التجاریۃ الکبری مصر (ب) مطبوعہ عبد الحمید احمد حنفی مصر ص ۱۳۱
[2] ایضاً جلد اول ص ۱۲۸

عبدالرحمٰن بن حمیدی جمی فرماتے ہیں کہ اس روز ہمارے لشکر کے سپہ سالار خالد بن ولید تھے ہم ان کے پیچھے کھڑے تھے اس روز ہمارا شعار "یا مُحَمَّدُ یَا مَنْصُوْرُ اُمَّتُکَ اُمَّتُکَ" تھا۔

حلب اور اس کے قلعوں کی فتح کے ضمن میں واقدی شعار کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

وکعب بن حمزة قلق على المسلمين نجاهد عنهم وهو يجول بالراية وينادى يا محمد يا محمد يا نصر الله انزل معاشر المسلمين اتبعوا انما هى ساعة ويأتى النصر وانتم الاعلون [۱]

حلب کی فتح کے روز کعب بن حمزہ بڑے مضطرب تھے۔ ہاتھ میں جھنڈا پکڑے مسلمانوں کی جانب سے لڑ رہے تھے اور پکار رہے تھے یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ یَا نَصْرَ اللّٰہِ اَنْزِلْ۔ اے جماعت مسلمین میرے ساتھ آؤ لڑائی کی گھڑی یہی ہے۔ انشاء اللہ مدد آنے والی ہے تم ہی سرفراز رہو گے۔

البہنسا کی فتح اور اس میں صحابہ کرام کے داخلہ کے ذکر میں واقدی نے مسلمانوں کا شعار یوں ذکر کیا۔

وكان شعار المسلمين تلك الليلة ينادون يا محمد يا محمد يا ناصر الله انزل [۲]

---

[۱] فتوح الشام للواقدی جلد اول ص ۱۵۱ مطبوعہ مکتبہ التجاریۃ الکبریٰ مصر [۲] ایضاً جلد دوم ص ۱۷۷

البہنسا کی فتح کی رات مسلمان جس شعار کو پکار رہے تھے وہ یہ تھا۔

یا محمد یا محمد یا ناصر اللہ انزل

البہنسا کی فتح میں صحابہ کرام کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

وکان شعار المسلمین یا نصر اللہ انزل [۳]

مسلمانوں کا شعار تھا

یا نصر اللہ انزل

اسی فتح کے روز حضرت خالد بن ولید کا شعار یوں تھا۔

فصاح (خالد) واغوثاہ وامحمداہ واسلاماہ [۴]

حضرت خالد کا نعرہ تھا

اے میرے مددگار، یا رسول اللہ المدد، اے اسلام مدد

"مرج القبائل داخل الدروب" کے ذکر میں واقدی نے اسلامی دستوں کا شعار ذکر کرتے ہوئے ضمنی طور پر ایک عجیب حکایت نقل کی۔ لکھتے ہیں۔

کان شعار العرب فی ذلک الیوم النصر النصر وشعار السودان یا محمد یا محمد .... وسمعت قائلا یقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فقلت ھذہ اصوات الملئکۃ فاتبعت

---

[۳] ایضاً جلد دوم ص ۱۵۵ [۴] ایضاً جلد دوم ص ۱۸۴

الصوت فاذا هوصوت رامس .... ومعه العشرة
الأسورون وهم يقاتلون معه ميسرة رامساً الى صدره وقبله
بين عينيه وقال له كيف كان امركم قال اعلم ايها الا
ميران الروم كانوا قد تكاثروا على فرسى فقاتلوه روقعت
فاخذونى اسيرا وجعلونى فى الحديد وفعلوا باصحابى مثلى قد
ايسنا من انفسنا فلما جن الليل رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم
وهو يقول لا بأس عليك يارامس اعلم ان منزلى عند الله
عظمة ثم انه امريده الكريمة على الحديد فسقط عنى وفعل
ذلك مع اصحابى وقال لنا ابشروا بنصر الله فانا نبيكم محمد رسول الله
وقال لى اقرئ عنى ميسرة الاسلام وقل له جزاك الله خيرا ثم
غاب عنى فانتبهت .... وخرجنا من بينهم سالمين
وهذا حديثنا قال فضج المسلمون بالتهليل والتكبير والصلاة
على البشير النذير ـ [1]

اس جنگ میں عرب کا شعار اَلنَّصرُ اَلنَّصرُ اور سوداں کا شعار یا محمد یا محمد
تھا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک آواز سنی کہنے والا کہہ رہا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ

---

[1] فتوح الشام ـ للواقدی جلد دوم ص ۵ مطبوعہ مکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ ـ مصر

محمد رسول اللہ میں سمجھا کہ یہ فرشتوں کی آواز ہے۔ جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ (اس کی آواز ہے۔ وہ قید ہو چکا تھا اور اس کے ساتھ مزید دس مجاہد بھی قید ہو چکے تھے .... راوی میسرہ کہتا ہے کہ میں نے (اس کو سینے سے لگا لیا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے۔ اس نے کہا: اے امیر محترم، رومیوں نے میرے گھوڑے کا محاصرہ کر لیا۔ اسے قتل کر دیا۔ میں نیچے گر پڑا۔ انہوں نے مجھے گرفتار کر لیا اور لوہے کی بیڑیاں پہنا دیں۔ میرے ساتھیوں کے ساتھ بھی انہوں نے یہی کچھ کیا۔ اس حال میں ہم اپنے انجام سے مایوس ہو چکے تھے۔ جب رات ہوئی میں نے نبی رحمت رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا گھبرانے کی کوئی بات نہیں تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میرا بڑا مقام ہے۔ پھر آپ نے اپنا دستِ مبارک میری بیڑیوں پر پھیرا وہ فوراً کھل گئیں۔ ایسے ہی آپ نے میرے دوسرے قیدی ساتھیوں کے ساتھ کرم فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔ تمہیں بشارت ہو۔ اللہ کی نصرت کی۔ میں تمہارا کریم رسول محمد ہوں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میری طرف سے میسرہ کو سلام کہنا اور اسے کہنا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین جزا عطا فرمائے۔ اس کے بعد میں بیدار ہوا ....

(اس خواب کی کیفیت ہم نے بیداری میں مشاہدہ کی) ہم دشمنوں کے

درمیان سے صحیح وسالم نکل آئے۔ یہ ہمارا حال ہے۔ مسلمانوں نے یہ دیکھ کر نعرہ ہائے رسالت بلند کیے۔

جنگِ یرموک کا شعار وہی تھا جو غزوۂ بدر اور اُحد کا تھا یعنی یَا نَصْرَاللّٰہِ اَنْزِلْ یَامَنْصُوْرُ اَمِتْ اَمِتْ (اے منصور! ہلاک فرما ہلاک فرما!) اس سلسلہ واقدی کی روایت ملاحظہ ہو:

وکان شعارھم یانصراللہ انزل یامنصور امت امت وکان ھذا شعارھم یوم بدر واحد .... وصاح ابو عبیدۃ لسعید بن زید فحمل بمن معہ وھو ینادی لا الٰہ الا اللّٰہ یا منصور امت امت [1]

یاد رہے منصور اور نصر اللہ حضور اقدس نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صفاتی اسماء ہیں۔ [2]

جنگوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کلمہ طیبہ پڑھتے اور دافع البلاء، غم خوار آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا فرماتے اور عرض کرتے یارسول اللہ! دشمن کو ہلاک فرمائیے۔ سبحان اللہ کیسا پیارا عمل اور کتنا حسین

---

[1] فتوح الشام للواقدی جلد اول ص ۱۳۳ مطبوعہ مکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر

[2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو (ا) دلائل الخیرات فصل اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۵ (ب) شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ثالث ص ۱۴۲ ومابعد مطبوعہ بیروت

عقیدہ تھا۔ اس اسلامی شعار سے صحابہ کرام کا فرقوں سے ممتاز ہوتے تھے

اسلام کی آواز جب عرب سے نکل کر عجم میں پہنچی تو حالات میں تبدیلی آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق اسلام سے علیحدہ ہو کر لوگ فرقوں میں تقسیم ہونے لگے۔ اگرچہ ہر فرقہ اپنے آپ کو اسلام کا وارث اور پیروکار گردانتا تھا مگر حقانیت کا معیار تو خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرما دیا تھا۔ ما انا علیہ اصحابی۔

" میر الطریقہ مرضیہ اور صحابہ کرام کا عمل مبارک"

یہ معیار ہر دور میں حق و باطل میں حد فاصل رہا اور آج بھی یہی معیار حق ہے وضو کے فرائض میں سے پاؤں کا دھونا یا موزوں پر مسح کرنا ہے۔ موزوں کا مسح کرنا صرف مباح ہے واجب نہیں اور نہ ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنا اور صحابہ کا شعار بنایا۔ مگر چونکہ رافضی اور خارجی موزوں کے مسح کو جائز اور مباح نہیں سمجھتے اور صحابہ کرام اور اہل بیت سے صحیح عقیدت نہیں رکھتے۔ اس لیے اس علاقہ یا زمانہ میں صحابہ کرام سے محبت اور موزوں پر مسح کرنا شعار اسلامی بنا۔

البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے۔

روی ان اباحنیفۃ سئل عن مذھب اھل السنۃ والجماعۃ فقال ھو ان تفضل الشیخین و تحب الختنین و تری

المسح علی الخفین ۔ ؎۱

امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ اہل سنت وجماعت کون لوگ ہیں۔ فرمایا اہل سنت وجماعت وہ لوگ ہیں جو شیخین (سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دوسرے صحابہ سے افضل جانیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں داماد (سیدنا عثمان ذی النورین اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے محبت کریں اور موزوں پر مسح کو جائز جانیں۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حالات، زمانہ اور مقام کے بدلنے سے اسلامی شعار میں تبدیلی آگئی جہاں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لوگ عقیدت نہ کریں وہاں اسلامی شعار حب صحابہ ہے جہاں اسلامی مباح موزوں پر مسح کو مباح نہ سمجھا جائے وہاں موزوں پر مسح کرنا اہل سنت وجماعت کا شعار ہے۔

کلمہ "علیہ الصلاۃ والسلام" انبیائے کرام اور ملائکہ مقربین کے ساتھ استعمال ہوتا ہے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" صحابہ اور سلف صالحین کے ناموں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے "صلاۃ وسلام" اصالتاً کسی غیر نبی کے نام کے ساتھ استعمال کرنا اہل سنت وجماعت کے نزدیک جائز نہیں۔ ہاں تبعاً اس کا استعمال ہوتا ہے۔

"صلاۃ وسلام" اصالتاً کسی غیر نبی کے نام کے ساتھ

؎۱ البحر الرائق شرح کنز الدقائق جلد اول جلد اول ص ۱۶۵ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

استعمال جائز ہے ۔ [1] مگر اہل بدعت شیعہ وغیرہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکرم اللہ وجہہ الکریم اور دیگر آئمہ اہل بیت کے ناموں کے ساتھ "علیہ السلام" استعمال کرتے ہیں۔

ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں۔

ان قول علی علیہ السلام من شعار اہل البدعۃ [1]

"علی علیہ السلام" کہنا اہل بدعت کا شعار ہے۔

مسلمانوں کو کسی خاص نوعیت کے لباس کا حکم نہیں۔ نہ ہی کسی لباس سے روکا گیا۔ ماسوائے لباس شہرت کے۔ البتہ اگر کوئی خاص نوعیت کا لباس کسی خاص قوم کا شعار بن جائے تو مسلمانوں کو اس سے منع کر دیا گیا ہے مثلاً ہندوؤں کا زنار، مجوسیوں کی ٹوپی، نصاریٰ کا نشان صلیب وغیرہ۔ اس سلسلہ میں علماء کرام کا فیصلہ ملاحظہ ہو۔

وفی الفتاوی الصغری من تقلنس بقلنسوۃ المجوس ای لبسہا وتشبہ بہم فیہا او خاط خرقۃ صفراء علی العاتق ای وھو من شعارھم او شد فی الواسط خیطا کفر اذا کان متشابہا بخیطہم او ربطہم او سماہ زنارا .... اھ

---

[1] شرح فقہ اکبر ملا علی قاری علیہ الرحمۃ ص ۲۷۷ مطبوعہ مجتبائی دہلی

فتاویٰ صغریٰ میں ہے کہ جس نے مجوسیوں کی سی ٹوپی پہنی جس سے مجوسیوں سے مشابہت ہوتی ہو یا کندھے پر زرد رنگ کا ٹکڑا سی لیا ہو جس سے مجوسیوں سے مشابہت ہو کہ یہ ان کا شعار ہے۔ یا کمر میں دھاگا باندھ لیا ہو جو ہنود کے زنار کے مشابہ ہو یا اس نے دھاگا باندھ کر اس کا نام زنار رکھ لیا ہو۔ ایسا کرنے والا کافر ہے۔ استغفر اللہ ومن تزنر بزنار الیھود او النصاریٰ وان لم یدخل کینستھم کفر۔ ؎

جس نے یہود یا نصاریٰ کی مشابہت میں زنار باندھا وہ شخص کافر ہو گیا اگرچہ ان کی عبادت گرجا میں نہ گیا ہو۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کسی قوم کے شعار کی محض نقل اختیار کرنے سے آدمی اسی قوم میں شمار ہوتا ہے۔ اگر اسلام کا شعار اختیار کرے تو مسلمان اور اگر ہنود، یہود، نصاریٰ یا مجوس کا شعار اختیار کرے اگرچہ وہ ہندو، یہودی، نصاریٰ یا مجوسی نہ بنے اور نہ ان کا عقیدہ اختیار کرے اور نہ ان کی سی عبادت کرے نہ ان کی عبادت گاہ میں جائے مگر مشابہت کی بنا پر وہ شخص اس قوم کے حکم میں شامل ہو گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مفہوم یہی ہے۔

؎ ۔ ایضاً ص ۲۷۷

من تشبہ بقوم فھو منھم [1]

جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کر لیتا ہے وہ انہی میں سے ہے

علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ رحمۃ الباری نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا

مدار لبسیرتھم و تخلق بخلقھم ومن تشبہ بالفساق یھان [2]

جس نے کسی قوم کے سے اطوار اپنا لیے اور ان کے اخلاق سے متخلق ہو گیا اس مشابہت سے وہ شخص اس قوم میں شمار ہونے لگا جس نے فاسقوں کی مشابہت اختیار کر لی اسے ذلیل کیا جائے

ملّا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے شعار کی اہمیت کو نہایت جامع الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے۔

فالمدار علی الشعار [3]

مدارِ کار شعار ہے۔ شعار سے قوموں کی پہچان ہے۔ شعار ہی وجہ امتیاز ہے شعار ہی دلیل ایمان ہے۔ شعار ہی دلیل کفر ہے۔

کوئی مخصوص درود شریف پڑھنا ضروری ہے نہ کسی درود شریف پڑھنے

---

[1] ملا) ابو داؤد عن ابن عمر (ب) طبرانی فی الاوسط عن حذیفہ (ج) ابن رسلان بحوالہ جامع صغیر جلد ثانی ص ۲۸۹ مطبوعہ مصر

[2] مختصر شرح جامع صغیر لعلامہ مصطفیٰ محمد عمارہ جلد ثانی ص ۲۸۹ مطبوعہ مصر

[3] شرح فقہ اکبر ص ۲۲۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی۔

پر پابندی ہے۔ اپنے ذوق یا تعلیم کی بنا پر جو جس درود شریف کو اختیار کر لے جائز ہے۔ اسی طرح کسی خاص وقت درود شریف پڑھنے سے منع کرنا جائز نہیں۔ مباح اوقات میں جب چاہے اور جو درود شریف چاہے پڑھ سکتا ہے اس کو منع کرنے والا ناحق ہے۔ ہمارے اسلاف نے درود شریف کے مانعین کے سامنے صلوٰۃ وسلام پڑھ کر شعارِ اسلام کی حفاظت کی حتیٰ کہ بعض اوقات اس شعار کی حفاظت میں مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے

علامہ سید احمد بن زینی دحلان المکی سابق خطیب ومدرس مسجد حرام (م ۱۳۰۴ھ) نے اس نوعیت کا ایک واقعہ لکھا۔

ومن ذلك انه كان يكره الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ويتأذى بسماعها وينهى عن الاتيان بها ليلة الجمعة وعن الجهر بها على المنائر ويؤذي من يفعل ذلك ويعاقبه اشد العقاب حتى انه قتل رجلا اعمى كان مؤذنا صالحا ذا صوت حسن نهاه عن الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في المنارة بعد الاذان فلم ينته واتى بالصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم فامر بقتل فقتل [1]

(محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی) درود شریف پڑھنے کو مکروہ جانتا تھا

---

[1] خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام الجزء الثانی ص ۲۳۰ مطبوعہ مکتبہ اشیق استنبول ترکیہ (۱۳۹۴ھ۔ ۱۹۷۴ء)

صلوٰۃ وسلام سننے سے ایذا محسوس کرتا تھا۔ جمعرات کو اور میناروں پر چڑھ کر بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے منع کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ایسا کرتا تو اسے سخت ایذا دیتا اور سخت عذاب میں مبتلا کر دیتا۔ بیان کیا گیا کہ ایک موذن صالح خوش الحان ظاہری آنکھوں سے معذور تھا۔ اذان کے بعد وہ بلند آواز سے صلوٰۃ و سلام پڑھا کرتا تھا۔ نجدی نے اسے روکا۔ موذن صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے نہ رکا۔ نجدی نے حکم دیا کہ اس اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے صالح موذن کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ اس کے حکم سے اسے شہید کر دیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

سابق خطیب و مدرس مسجد حرام علامہ سید احمد بن زینی دحلان قدس سرہ کی تصریح سے معلوم ہوا کہ حرمین شریفین میں نجدی تغلب سے پہلے اذان کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھا جانا اہل حرمین شریفین کا معمول تھا۔ نیز یہ کہ صالحین اسلامی شعار کی حفاظت اپنی جان کی حفاظت سے بڑھ کر کرتے تھے۔

آج جب کہ اہل سنت وجماعت کہلانے والے عمل بالحدیث اور حب صحابہ کے مدعی ہیں۔ حدیث شریف اور صحابہ کے مقدس ناموں پر تنظیموں کے سرگرم رکن ہیں۔ مگر یہ حضرات حب نبی اور تعامل صحابہ کرام سے قطعاً عاری ہیں۔ ایسے میں اہل سنت وجماعت کا شعار یارسول اللہ ہے۔ درود شریف کی کثرت شعار ایمان ہے۔ سبھی درود شریف پڑھنا جائز ہیں مگر شعار اسلام اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ہے۔

مولا کریم اہل ایمان کی سیرت، تمدن، اخلاق اور شعار پر عمل کی توفیق عطا فرمائے

بجاہ نبیہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم وعلی الہ و صحبہ واتباعہ اجمعین یارب العالمین۔

بیس ۲۰ تراویح
پر
بیس ۲۰ احادیث
اور
منکرین پر بیس ۲۰ اعتراضات
از تبرکات
فقیہ اعظم حضرت علامہ مولانا
ابو یوسف محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ
محدث اعظم حضرت علامہ مولانا
ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ناشر: سُنّی رضوی کتب خانہ گلشن کالونی فیصل آباد،